السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک مصلیٰ پر دوبارہ جماعت کرنا مکروہ ہے یا نہیں اور جو لوگ کہ مکروہ بتاتے ہیں اور منع کرتے ہیں ان کی دلیل یہ حدیث ہے : روی[1] عبدالرحمٰن بن ابی بکر عن ابیہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خرج من بیتہ لیصلح بین الانصار فرجع وقد علی فی المسجد بجماعۃ فدخل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی منزل بعص اھلہ فجمع فصلی بھم جماعۃ۔ وہ لوگ کہتے ہیں کہ اگر نہ مکروہ ہوتا تکرار جماعت کا تو اسی مسجد میں آنحضرت ﷺ نماز پڑھتے نہ پڑھنا حضرت کا خود دلالت کرتا ہے مکرہ ہونے تکرار جماعت پر۔ اب مستفتی استفسار کرتا ہے کہ آیا یہ حدیث صحیح ہے یا نہیں اور مخرج اس کا کون ہے اور درصورت صحت حدیث کے استدلال کراہت تکرار جماعت ایک مصلیٰ پر ٹھیک ہے یا نہیں اور علمائے حنفیہ کا اس میں کیا فتویٰ ہے۔ بینوا توجروا

رسول اللہ ﷺ انصار میں صلح کرانے کے لیے اپنے گھر سے نکلے واپس آئے تو مسجد میں جماعت ہو چکی تھی آپ اپنے کسی حجرہ میں چلے گئے اور اپنے گھر والوں کو اکٹھا کر کے ان کی جماعت کرائی۔ [1]

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

حقیقت مسئلہ کی یہ ہے کہ اگر جماعت اہل محلہ نے ہمراہ امام معین کے کرنی ہو تو اسی محلہ کے باقیماندہ کو اسی مسجد محلہ میں بہیئت اولیٰ تکرار جماعت مکروہ ہے یعنی مسجد محلہ میں ساتھ اذان اور تکبیر کے اسی مصلیٰ پر جماعت ثانیہ اسی اہل محلہ کی مکروہ ہے اور اگر بغیر اذان کے یا بہ تبدیلی مصلیٰ جماعت ثانیہ اسی اہل محلہ نے کی تو بلا کراہت درست اور جائز ہے اور اگر غیر اہل محلہ نے اوّل جماعت ساتھ اذان اور اقامت کے کرلی تھی تو اہل محلہ کو ساتھ اذان اور اقامت کے جماعت ثانیہ جائز ہے اور جو مسجد شارع عام میں ہو اس میں تکرار جماعۃ مطلقا خواہ ساتھ اذان کے ہو یا بہ تبدیل مصلیٰ ہو یا نہ ہو ہر طرح درست ہے۔

''محلہ کی مسجد میں اذان اور اقامت سے بار بار جماعت کرانا مکروہ ہے اگر کسی راستہ پر مسجد ہو یا ایسی مسجد ہو کہ اس میں کوئی امام اور موذن مقرر نہ ہو تو اس میں تکرار جماعت اذان اور اقامت سے بھی مکروہ نہیں ہے بلکہ افضل ہے اگر محلہ کی مسجد میں پہلے بعیر اذان کے جماعت ہوئی ہو تو دوسری جماعت اذان اور اقامت سے مکروہ نہیں ہے اور محلہ کی مسجد وہ ہے جس کا امام اور مقتدی معلوم اشخاص ہوں۔''

اور اسی طرح سے بدائع اور ظہیریہ اور عالمگیریہ اور شرح منیہ وغیرہم میں لکھا ہے کہ تبدل محراب اور مصلیٰ میں ہیئت جماعۃ اولیٰ کی بدل جاتی ہے اور جماعۃ ثانیہ غیر مثلی اولیٰ پر بلا کراہتہ ہو جاتی ہے۔ وفی[1] شرح المنیۃ عن ابی یوسف رحمۃ اللہ علیہ انہ اذالم تکن الجماعۃ علی الھیئۃ الاولی لاتکرہ والاتکرہ وھوا لصحیح وبالعدول عن المحراب تختلف الھیئۃ کذافی البزاریۃ انتہی وفی التتارخانیہ عن الولواجیۃ وبہ ناخذا نتہی مافی الشافی اور حدیث مندرجہ سوال کو شارحین کتاب فقہ نے بلا اسناد اور بلا مخرج باختلاف الفاظ بیان کیا اور کتب صحاح میں صحیح سند اس کی کا پتہ نہیں لگتا پس قطع نظر اس کے کہ صحت اور عدم صحت حدیث میں بحث کی جائے مطلب اس حدیث کا یہ نہیں ہے کہ جماعت دوسری مسجد واحد میں مکروہ ہے بلکہ اس حدیث سے تاکید جماعت ثابت ہوتی ہے کیونکہ جب حضرت ﷺ مسجد میں تشریف فرما ہوئے تو کوئی دوسرا نمازی نہیں پایا۔ اسی واسطے گھر میں جاکر ساتھ اہل اپنے کے نماز پڑھی اور یہ ظاہر ہے کہ اگر کوئی نمازی دوسرا ہوتا تو ضرور ہے کہ ان کو جماعۃ سے محروم نہ کرتے یا مسجد میں جماعۃ کرانے یا بیرون مسجد جیسا کہ حدیث ترمذی سے صاف ثابت ہوتا ہے۔

''ایک آدمی مسجد میں آیا جماعت ہو چکی تھی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کون ہے جو اس آدمی پر صدقہ کرے تو ایک آدمی کھڑا ہوا اور اس کے ساتھ مل کر نماز پڑھی'' صحابہ اور تابعین میں سے اہل علم حضرات کا یہی مسلک ہے کہ ''دوبارہ جماعت کرالینا درست ہے۔ اس مں کوئی حرج نہں ہے۔ امام احمد اور اسحاق کا بھی یہی مذہب ہے۔

''رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا وہ اکیلا نماز پڑھ رہا تھا آپ نے فرمایا کوئی ہے جو اس پر صدقہ کرے اور اس کے ساتھ مل کر نماز پڑھے۔''

پس جبکہ آنحضرت ﷺ نے واسطے فضیلت حاصل کرنے جماعت کے اس شخص کو حکم شامل ہونے کا دیا کہ پہلے نماز پڑھ چکا تھا تو جن اشخاص نے کہ نماز نہ پڑھی ہو ان کو بالاولیٰ جماعت دوسری کرنی بلا کراہت ایک مسجد میں جائز ہوئی اور یہ امر نہیں ہوسکتا ہے کہ آنحضرت ﷺ اصحاب کو جماعت دوسری کا حکم فرمائیں اور آپ نے کریں پس متحقق ہوا کہ حدیث مذکور فی السوال کا مورد یہ ہے کہ اس وقت دوسرا نمازی کوئی نہ تھا اگر ہوتا تو ضرور مسجد ہی میں نماز پڑھتے کیونکہ جماعت کی بہت تاکید احادیث میں آئی ماسوا اس کے چونکہ امر کو ترجیح اور غلبہ ہے فعل غیر ہمیشگی پر۔ اس لیے حدیث ترمذی پر عمل کرنا اولے اور اقدم ہوا اور تیسری وجہ یہ کہ حدیث ترمذی کی نص صریح ہے واسطے جماعت دوسری کے۔ اور حدیث مذکور فی السوال سے دلالۃً نکلتا ہے اور اصول فقہ میں مندرج ہے کہ بحالت تعارض عبارۃ النص ودلالۃ النص کی عبارت کو ترجیح دیتے ہیں دلالۃ النص پر۔ اور چوتھی یہ کہ نہ پڑھنا حضرت ﷺ کا اس پر دلالت نہیں کرتا کہ جماعت دوسری مکروہ ہے بلکہ دیگر امورات عارضہ پر بھی دلالت کرتا ہے پس اختیار امر واحد کا بلا دلیل قابل اعتبار نہیں اور صحیح بخاری میں آیا ہے کہ حضرت انس مسجد میں آئے اور جماعت ہو چکی تھی پس اذان کہی اور تکبیر کہی اور جماعت سے نماز پڑھی۔ وجاء[2] انس بن ماک الی مسجد قد صلی فیہ فاذن واقام وصلی جماعۃ رواہ البخاری پس امر حضرت ﷺ وفعل اصحابہ وتابعین سے متحقق ہوا کہ جماعت دوسری مسجد واحد میں بلا کراہت صحیح وجائز ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ حررہ واجابہ خاکسار محمد مسعود نقشبندی دہلوی۔

ھوالموفق :

تکرار جماعت بلاکراہت جائز ہے ایک مصلیٰ پر ہو خواہ ایک مصلیٰ پر نہ ہو۔ جامع ترمذی کی حدیث مذکور اور انسؓ کا اثر مذکور جواز پر صاف دلالت کرتا ہے اور مطلقاً تکرار جماعت کا مکروہ ہونا یا ایک مصلیٰ پر نہ ہو تو مکروہ نہ ہونا سو اس کی کوئی دلیل میری نظر سے نہیں گزری ہے اور اسی طرح مجیب نے جو تشقیق شامی سے نقل کی ہے اس کی بھی کوئی دلیل میری نظر سے نہیں گزری ہے۔ واللہ اعلم اور عبدالرحمن بن ابی بکر کی حدیث جو سائل نے نقل کی ہے وہ بالکل غیر معتبر و ناقابل احتجاج ہے کیونکہ نہ اس کے مخرج کا پتہ ہے اور نہ اس کی سند کا حال معلوم فقہاوے حنفیہ یوں ہی بلاسند و بلاذکر مخرج اس کو ذکر کرتے ہیں اور اگر فرض کرلیا جائے کہ یہ حدیث قابل احتجاج ہے تو اس سے تکرار جماعت کی کراہت ثابت نہیں ہوتی جیسا کہ مجیب نے بیان کیا ہے۔ واللہ اعلم کتبہ محمد عبدالرحمن للمبارکفوری عفا اللہ عنہ (سید محمد نذیر حسین)

امام ابویوسف کہتے ہیں اگر دوسری جماعت پہلی ہیئت پر نہ ہو تو مکروہ نہیں ہے ورنہ مکروہ ہے اور اگر محراب کو چھوڑ کر کسی دوسری جگہ پر جماعت کھڑی ہوجائے تو اس سے ہیئت بدل جاتی ہے۔ [1]

انس بن مالک ایک مسجد میں آئے وہاں جماعت ہوچکی تھی۔ آپ نے اذان اور تکبیر کہہ کر جماعت کرالی۔ [2]

فتاویٰ نذیریہ

جلد01